خراسان والوں نے سلطان حسین مرزا کی شہرت سنی تو ان سب نے بلوہ کر کے سلطان محمود مرزا کو خراسان سے نکال باہر کیا۔ اور وہ سلطان احمد مرزا کے پاس سمرقند چلا گیا۔

کئی مہینے کے بعد احمد مشتاق، سید بدر اور خسرو شاہ وغیرہ سلطان محمود مرزا کو لے کر قنبر علی بیگ کے پاس گئے۔ پھر تہلقہ اور کوہ کوتین[۱] کے جنوب کے ضلع ترمذ[۲]، چغانیاں، حصار، ختلان[۳]۔ قندز[۴] اور بدخشاں وغیرہ کوہ ہندوکش تک تمام ملک سلطان محمود مرزا کے قبضے میں آگیا۔

اس کے بڑے بھائی سلطان احمد مرزا کے مرنے کے بعد اُس کا ملک بھی اسی کے تحت آگیا۔

اولاد اس کے پانچ بیٹے اور گیارہ بیٹیاں تھیں:-

مسعود مرزا سب سے بڑا مسعود مرزا تھا۔ اس کی ماں خان زادہ بیگم میر بزرگ ترمذی کی بیٹی تھی۔

بائسنغر مرزا دوسرا بیٹا بائسنغر مرزا تھا۔ وہ پستہ بیگم کے بطن سے تھا۔

سلطان علی مرزا تیسرا بیٹا سلطان علی مرزا تھا۔ اس کی ماں ازبکوں میں سے تھی۔ اس کا نام زہرہ بیگی آغا تھا اور وہ لونڈی تھی۔

سلطان حسین مرزا چوتھا بیٹا سلطان حسین مرزا تھا۔ اس کی ماں میر بزرگ کی پوتی تھی۔ اس کا نام بھی خان زادہ بیگم تھا۔ یہ لڑکا تیرہ برس کی عمر میں مرزا کے سامنے ہی مر گیا۔

سلطان ویس مرزا پانچواں بیٹا سلطان ویس مرزا تھا۔ اس کی والدہ یونس خاں کی بیٹی اور میری والدہ کی چھوٹی بہن سلطان نگار خانم تھیں۔

آئندہ برسوں کے واقعات میں ان لڑکوں کے حالات لکھے جائیں گے۔

بائسنغر کی سگی بہنیں تین بیٹیاں بائسنغر مرزا کی سگی بہنیں تھیں۔

ان میں سے سب سے بڑی لڑکی کی شادی سلطان محمود مرزا نے اپنے چچا منوچہر مرزا کے بیٹے ملک محمد مرزا سے کی تھی۔

---

۱ کوہ کوتین قرتگین کی سرحد پر پہاڑی ملک ہے۔ ۲ ترمذ، بلخ اور حصار کے بیچ میں دریائے آمو کے قریب واقع ہے۔ ۳ ختلان، بدخشاں میں ہے۔ وہاں کے گھوڑے بہت مشہور ہیں۔ اس کو بعض جگہ ختلان بھی لکھا گیا ہے۔ ۴ قندز، دریائے اکسیرا کے اوپر کی طرف ہے۔

اہلیہ بابجہ کاشغری | پانچ بیٹیاں میر بزرگ کی پوتی خان زادہ بیگم کے پیٹ سے تھیں۔

ان میں سے سب سے بڑی کا بیاہ سلطان محمود مرزا کے بعد ابابجہ کاشغری سے ہوا۔

بیگہ بیگم | ان ہی میں سے دوسری بیٹی بیگہ بیگم تھی۔

سلطان حسین مرزا نے جب حصار کا محاصرہ کیا تو اپنے بیٹے حیدر مرزا سے (جو سلطان ابو سعید مرزا کی بیٹی پایندہ سلطان بیگم کے پیٹ سے تھا) اس کی شادی کر کے حصار کا محاصرہ اٹھا لیا۔

آق بیگم | تیسری بیٹی آق بیگم تھی۔

چوتھی بیٹی کی منگنی عمر شیخ مرزا کے بیٹے جہانگیر مرزا سے اس زمانے میں ہوئی۔ جب سلطان حسین مرزا نے قندز پر چڑھائی کی اور عمر شیخ مرزا نے فوجی کمک کے ساتھ جہانگیر مرزا کو بھیجا۔ ۹۱۰ھ[1] میں دریائے آموں[2] کے کنارے پر باقی چغانیانی آکر مجھ سے ملا۔ تو یہ بیگمات جو اپنی والدہ کے ساتھ ترمذ میں تھیں باقی چغانیانی کی بیوی کے ہمراہ میرے پاس آگئیں اور جب ہم کھمرد پہنچے تو اس کی شادی جہانگیر مرزا سے ہو گئی۔ اس کے ہاں ایک لڑکی ہوئی۔ وہ آج کل اپنی نانی خان زادہ بیگم کے پاس بدخشاں میں ہے۔

زینت سلطان بیگم | پانچویں بیٹی زینت سلطان[3] بیگم تھی۔ جب میں نے کابل لیا تو اپنی والدہ قتلق نگار خانم کے مشورے سے میں نے اس سے شادی کر لی۔ اس سے موافقت نہ ہوئی دو تین برس بعد چیچک میں اس کا انتقال ہوا۔

مخدومہ سلطان بیگم | ایک بیٹی کا نام مخدومہ سلطان بیگم ہے۔ وہ اور سلطان علی مرزا دونوں ایک ماں کے پیٹ سے ہیں۔ وہ مرزا سے بڑی ہے۔ اور اب بدخشاں میں ہے۔

رجب اور محب | دو اور لڑکیاں لونڈی کے پیٹ سے تھیں۔ ایک رجب سلطان اور دوسری محب سلطان۔

بیویاں اور لونڈیاں | سب سے بڑی بیوی خان زادہ بیگم تھی۔ وہ میر بزرگ کی بیٹی تھی۔ مرزا کو اس سے

---

[1] ۱۵۰۴ء [2] آموں اس دریا کا نام ہے جو ایران و توران کے بیچ میں ہے۔ [3] زینب سلطان بیگم

بڑی محبت تھی۔ سلطان مسعود مرزا اسی کے بیٹے سے تھا۔ وہ جب مری تو مرزا نے بڑا ماتم کیا۔

خان زادہ بیگم | اس کے بعد میر بزرگ کی پوتی سے نکاح کرلیا۔ وہ مرنے والی کی بھتیجی تھی۔ اسے بھی خان زادہ بیگم ہی کہتے تھے۔ یہ بیوی پانچ بیٹیوں اور ایک بیٹی کی ماں تھی۔

پشہ بیگم | ایک بیوی پشہ بیگم تھی۔ وہ علی شیر بیگ بہارلو کی بیٹی تھی۔ علی شیر بیگ ترکمان[1] قراقوبلوق[2] کے امرا میں سے تھا۔

پشہ بیگم کی پہلی شادی جہان شاہ یارانی[3] قراقوبلوق کے بیٹے محمدی مرزا سے ہوئی تھی۔

جس زمانے میں جہاں شاہ کی اولاد میں سے مرزا آق قوب لوق[4] کے بیٹے اوزون حسن نے عراق اور آذربائیجان[5] چھینا۔ تو علی شیر بیگ کی اولاد نے قراقوب لوق ترکمانوں کے پانچ چھ ہزار گھروں[6] سمیت سلطان ابو سعید مرزا کی ملازمت کرلی۔ اور ابو سعید مرزا کی شکست کے بعد اس ملک میں چلے آئے اور جب سلطان محمود مرزا سمرقند سے حصار میں آیا تو اس وقت ان لوگوں نے مرزا موصوف کی ملازمت کرلی۔ مرزا نے اسی زمانے میں پشہ بیگم سے نکاح کیا۔ اس بیگم سے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہوئیں۔

سلطان نگار خانم | ایک بیوی سلطان نگار خانم تھی۔ اس کا حسب نسب اوپر لکھا جاچکا ہے۔

زہرہ بیگی آغا | اور لونڈیاں بہت سی تھیں۔ سب سے بڑھی چڑھی زہرہ بیگی آغا ازبک تھی۔

سلطان ابو سعید مرزا کی زندگی میں اس سے تعلق ہوا یہ ایک بیٹے اور ایک بیٹی کی ماں تھی۔

لونڈیاں | لونڈیاں بہت سی تھیں۔ ان میں سے دو کے ہاں دو بیٹیاں ہوئیں۔ ان کا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔

خسرو شاہ | امراء میں سے اول ترکستان کی قوم قب چاق[7] میں سے خسرو شاہ تھا۔

لڑکپن میں اس نے ترخان امرا کی جوتیاں سیدھی کیں۔ پھر مزید بیگ ارغون کی نوکری

[1] ترکمان ترکوں کی ایک قوم کا نام ہے۔ انکیں ترکوں سے کمتر درجہ کا سمجھا جاتا ہے۔ اسی لئے یہ نام مشہور ہوا۔ ترکمان یعنی ترک کے مانند۔ [2] کالی بھیڑوں والے یہ ان کے ہاں کا نشان ہے۔ [3] یارانی، ترکوں کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ [4] سفید بھیڑوں والے۔ [5] آذربائیجان تبریز کا ایک صوبہ ہے۔ [6] اس زمانے میں مردم شماری کی بجائے گنتی کا بھی طریقہ رائج تھا کہ گھروں کی گنتی کی جاتی تھی۔ [7] قب چاق یوں تو نڈر اور بے باک کو کہتے ہیں لیکن توازن اور ترکستان کے بیچ میں ایک جنگل کا نام بھی قب چاق تھا۔ وہاں ڈاکو اور لٹیرے رہتے تھے۔ ان کی قوم کا نام بھی قب چاق مشہور ہے۔ (ق پر زبر ہے)

کرلی اُسی نے اس کو کسی قدر بڑھا چڑھا دیا۔

عراق کی تباہی و بربادی کے زمانے میں وہ سلطان محمود مرزا کے ساتھ ہو گیا۔ راستے میں اس نے مرزا کی خوب خدمت کی۔ اس لئے مرزا نے بھی اس کے ساتھ بڑی رعائیتیں کیں۔ رفتہ رفتہ وہ بڑا آدمی بن گیا۔

سلطان محمود مرزا کے زمانے میں اس کے ملازمین کی تعداد پانچ چھ ہزار تک پہنچ گئی۔ دریائے آمو سے کوہ ہندوکش تک سوائے بدخشاں کے تمام ملک کا حاکم وہی تھا۔

وہاں کا تمام محصول وہی کھا اُڑا جاتا۔ وہ بہت مہمان نواز اور سخی آدمی تھا۔ اگرچہ ترک تھا لیکن مال گذاری وصول کرنے میں نہایت ہوشیار تھا۔ مگر جتنا پیدا کرتا سب کا سب اُڑا دیتا۔

سلطان محمود مرزا کے بیٹوں کے دور میں وہ بہت ہی بڑا آدمی ہو گیا۔ اس وقت اس کے ملازمین کی تعداد بیس ہزار تک پہنچ گئی۔ نماز کا پابند تھا اور کھانے پینے میں بھی احتیاط برتتا تھا۔ مگر سیاہ دل، فاسق، کودن، بے سمجھ، بے وفا اور نمک حرام آدمی تھا۔ اس نے چند روزہ دنیا کے لئے اپنے ایک آقازادے کو جسے اس نے خود پالا تھا اور اس کی خدمت کی تھی اندھا کر دیا اور دوسرے کو قتل کر ڈالا ان ناشائستہ حرکتوں کی وجہ سے وہ خدا کی درگاہ میں گنہگار ہوا۔ اور مخلوق کے نزدیک مردود ہو کر قیامت تک کے لئے نفرت و لعنت کے قابل ہو گیا۔

ناپائیدار دنیا کے لئے اس نے ایسے بُرے کام کئے۔ آخر میں اس قدر وسیع اور آباد ملک کے باوجود اور اتنے سامان جنگ اور نوکروں چاکروں کے ہوتے ہوئے ایک مرغی پر بھی اُس کا قابو نہ رہا۔ اس کے حالات اس کتاب میں آئندہ لکھے جائیں گے۔

بیر محمد ایلچی — امراء میں ایک شخص بیر محمد ایلچی توچین پہلوان تھا۔ بلخ کے دروازے پر جنگ ہزار اسپ میں سلطان ابو سعید مرزا کے سامنے دعویٰ کر کے خوب گھمسان لڑائی لڑا۔ وہ بہادر آدمی تھا۔ ہمیشہ مرزا کے پاس رہتا اور مرزا اس کے مشوروں پر عمل کرتا۔

لہ مسٹر جان لیڈی کے یہاں یہ فقرہ زیادہ ہے کہ "اور خود سر ہو گیا تھا"

سلطان حسین مرزا نے جب قندز کا محاصرہ کیا۔ اس وقت اس نے خسرو شاہ کی چوٹ پر تھوڑی سی بے سروسامان فوج لے کر بے دیکھے بھالے اور بے سوچے سمجھے شبخون مارا۔ مگر کچھ نہ بنا سکا۔ اتنے بڑے لشکر کے مقابلے میں کر بھی کیا سکتا تھا۔ اس کے پیچھے دشمن نے تعاقب کیا۔

وہ دریا میں کود پڑا اور وہیں ڈوب گیا۔

ایوب بے حیا | ایک شخص ایوب تھا۔ وہ سلطان ابوسعید مرزا کے ہاں خراسانی جوانوں کے گروہ میں شامل تھا بہادر آدمی تھا۔ بائسنغر مرزا کی سرکار میں مختار تھا۔ کھانے پہننے میں کفایت شعار تھا۔ بڑا مسخرہ اور چالاک آدمی تھا۔ سلطان محمود مرزا اس کو "بے حیا" کہتا تھا۔

ولی | ایک شخص ولی تھا۔ وہ خسرو شاہ کا سگا چھوٹا بھائی تھا۔ اپنے ملازمین کو اچھی طرح رکھتا تھا۔ اس نے سلطان مسعود مرزا کو اندھا کیا تھا اور اسی نے بائسنغر مرزا کو قتل کرایا تھا۔

وہ ہر ایک کی غیبت کیا کرتا تھا۔ بدزبان۔ فحش گو۔ خود پسند اور بد دماغ آدمی تھا۔ اور اپنے سوا کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔

میں نے جب نواح کہل کاٹے اور دوشی میں جو قندز کے نواح میں ہیں۔ خسرو شاہ کو اس کے ملازمین سے الگ کر کے اسے رخصت کیا تو ولی ازبک سے ڈر کر اندراب اور سراب چلا گیا۔ اس نواح کی قوموں نے بھی اس کو شکست دے کر لوٹ لیا۔ اور وہی قومیں مجھ سے اجازت لے کر کابل آگئیں۔

ولی، شیبانی خاں کے پاس چلا گیا۔ شیبانی خاں نے اسے سمرقند میں مروا ڈالا۔

شیخ عبداللہ برلاس | ایک شخص شیخ عبداللہ برلاس تھا۔

سلطان محمد کی ایک بیٹی جو سلطان محمود خاں اور ابابکر مرزا کی خالہ تھی اس کی بیوی تھی۔

وہ زرق برق اور چست لباس پہنتا تھا۔ شریف اور اصیل آدمی تھا۔

محمود برلاس | ایک شخص نون واک کے برلاسوں میں سے محمود برلاس تھا۔ وہ ابوسعید مرزا کے زمانے ہی میں امراء میں داخل ہو گیا تھا۔[1]

[1] جب اس شہزادے نے عراق فتح کیا تو کرمان محمود برلاس کو دے دیا۔ مسٹر جان لیڈن نے اپنے ترجمے میں اس فقرہ کا ... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جس زمانے میں ابابکر مرزا نے مزید بیگ ارغون اور ترکمان امرار کو ساتھ لے کر سلطان محمود خاں پر چڑھائی کی اور مرزا اپنے بھائی کے پاس سمرقند چلا گیا۔ تب بھی محمود برلاس نے حصار نہ چھوڑا اور اس کو خوب سنبھالا۔

وہ شاعر تھا اور صاحب دیوان تھا۔

خسرو شاہ کو سمرقند سے نکالا گیا | سلطان محمود مرزا کے مرنے کی خبر خسرو شاہ نے لوگوں سے چھپائی۔ اور خزانے پر ہاتھ ڈالا۔ ایسی خبر کس طرح چھپی رہتی۔ فوراً تمام شہر میں خبر اڑ گئی۔ اور سمرقند والوں کے ہاں تو گویا اس دن گھی کے چراغ جل گئے۔

فوج اور رعیت نے بلوہ کر کے خسرو شاہ کو گھیر لیا۔ احمد حاجی بیگ اور ترخان امرار نے اس فساد کو ٹھنڈا کیا اور خسرو شاہ کو اس کشمکش سے نکال کر حصار کی طرف بھیج دیا۔

سمرقند کا تخت بایسنغر کو ملا | سلطان محمود مرزا نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بڑے بیٹے مسعود مرزا کو حصار اور بایسنغر مرزا کو بخارا کا حاکم بنا دیا تھا۔ اس موقع پر ان دونوں میں سے سمرقند میں کوئی نہ تھا۔ خسرو شاہ کے جانے کے بعد سمرقند اور حصار کے امرار نے متفقہ طور پر بایسنغر مرزا کے پاس آدمی دوڑایا۔ اور اس کو بلا کر سمرقند کے تخت پر بٹھا دیا۔ اس وقت بایسنغر مرزا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

سمرقند پر محمود خاں کا حملہ | اسی زمانے میں سلطان جنید برلاس اور سمرقند کے بعض اکابر کے اشارے پر محمود خاں نے سمرقند لینے کے لئے چڑھائی کی اور کنبائی[1] کے قریب آ گیا۔

بایسنغر مرزا بھی سمرقند سے اپنی بہت سی ہتھیار بند فوج لے کر باہر نکلا۔ کنبائی کے قریب مقابلہ ہوا حیدر کوکلتاش[2] مغلوں کی فوج کا بڑا سردار اور ہراول تھا وہ اور اس کے ساتھی گھوڑوں سے اتر کر شیبہ[3] مارنے لگے۔

سمرقند اور حصار کی فوج کے ہتھیار بند اور من چلے جوانوں نے سوار ہو کر فوراً گھوڑے کو

---

[1] کنبائی کو قلمی نسخے میں کی بائی لکھا ہے اور یہ سمرقند کے قریب ہے۔

[2] کوکلتاش دودھ شریک بھائی کو کہتے ہیں۔ [3] "شیبہ" ایک قسم کا پتھر۔

کو ڈٹ پایا۔ حیدر کوکلتاش کے حکم سے جو لوگ گھوڑوں سے اتر پڑے تھے۔ وہ دشمن کے گھوڑوں کی روندن میں آ گئے۔ اس تباہی کے بعد باقی فوج مقابلہ نہ کر سکی۔ اور مغلوں کو شکست ہوئی اور بہت سے آدمی مارے گئے۔

بالسنتغر مرزا نے بھی ان میں سے بہت سے آدمیوں کو اپنے سامنے قتل کروایا۔ مقتولین کی اتنی کثرت تھی کہ مرزا کا خیمہ تین جگہ بدلا گیا۔ [۱]

ابراہیم سارو کی بغاوت ابراہیم سارو نے (جو قوم منغلیغ میں سے تھا اور بچپن سے میرے والد کی خدمت میں رہ کر امیری کے درجہ پر پہنچا تھا۔ اور آخر میں کسی جرم کے سبب نکال دیا گیا تھا) قلعۂ اسفرہ میں آ کر بالسنتغر مرزا کا خطبہ پڑھوایا اور میری مخالفت کی۔

قلعۂ اسفرہ پر بابر کا حملہ میں ابراہیم سارو کے فتنہ و فساد کو کچلنے کے لئے شعبان [۲] میں اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور آخر مہینے میں اسفرہ کے سامنے جا اترا۔

ہمارے سپاہیوں نے اسی دن دلیری کی اور پرانے قلعہ کی دیوار کے پاس پہنچتے ہی نئے قلعہ کو جو ان ہی دنوں بنا تھا چھین لیا۔

انعام کے طور پر جھوٹا کھانا کھانے کی رسم آج سید قاسم ایشک آغا سب سے اول رہا۔ اس نے سب سے پہلے فوج میں سے نکل کر شمشیر زنی کی سلطان احمد تنبل اور دوست محمد طغائی نے بھی بہت کوشش کی۔ مگر جھوٹا کھانا [۳] سید قاسم ہی نے حاصل کیا۔

جھوٹا کھانا حاصل کرنا مغلوں میں قدیم رسم ہے۔ کھانے پینے کے موقع پر جو آدمی سب میں سے اکیلا تلوار مارتا ہے وہ بہادری کے اس انعام کو پاتا ہے

میں جب اپنے ماموں سلطان محمود خاں سے ملنے شاہرخیہ [۴] گیا تو بہادری کا یہ انعام سید قاسم

---

۱ قیدیوں میں سے ایک ایک قیدی شاہی خیمے کے سامنے لایا جاتا تھا اور قتل کیا جاتا تھا" مسٹر جان لیڈی کے ترجمے میں یہ فقرہ اور درج ہے۔ ۲ ۱۴۹۵ء ۳ اس رسم کا نام الش بہادری ہے۔ الش عربی ہے۔ اس کے معنی اس کھانے کے ہیں جو جھوٹا بچ جاتا ہے۔ لیکن عموماً اس کا استعمال امرار کے جھوٹے کھانے پر ہوتا ہے۔ یونانیوں کے ہاں بھی یہ رسم تھی۔ ۴ شاہرخیہ، غالباً شاہ رخ سے منسوب ہے۔ وہ تیمور کا بیٹا تھا

نے لیا۔

دودھ شریک بھائی کی موت | پہلے دن کی لڑائی میں میرا دودھ شریک بھائی خدا بیردی سہ شپلہ تیر کھا کر مرا۔ ہم نے بغیر زرہ بکتر مقابلہ کیا۔ اس لئے ہمارے بہت سے سپاہی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔

بے نظیر تیر انداز | ابراہیم سارو کے پاس ایک آدمی نہایت عمدہ تیر انداز تھا۔ ایسا تیر انداز نہ دیکھا نہ سنا اس نے ہمارے بہت سے آدمیوں کو زخمی کیا۔ قلعہ فتح ہونے کے بعد اس نے میری ملازمت کر لی۔

ابراہیم سارو کی شکست | محاصرے کو جب بہت دن گزر گئے۔ تو میں نے دو تین جگہ ٹیلے بنا کر سرنگ لگانے کا حکم دیا قلعہ لینے کے لئے لوگ اسباب جمع کرنے میں مشغول ہوئے۔ اور محاصرے کو چالیس دن گذر گئے۔ آخر ابراہیم سارو تنگ ہو گیا۔ اور خواجہ مولانا کی معرفت اس نے فرمانبرداری اختیار کی۔ شوال کے مہینے میں وہ ترکش اور تلوار گلے میں[۱] ڈال کر حاضر ہوا اور شہر ہمارے سپرد کر دیا۔

خجند پر حملہ | خجند مدت سے عمر شیخ مرزا کے زیر تحت تھا۔ لڑائی جھگڑوں میں مرزا کی سرکار بگڑی تو سلطان احمد مرزا نے اسکو دبا لیا۔

میں جب اس کے قریب پہنچ گیا تو اس پر حملہ کر دیا وہاں میر مغل کا باپ عبد الوہاب شغاول حاکم تھا۔ جیسے ہی میں وہاں پہنچا۔ اس نے بغیر تامل شہر حوالے کر دیا۔

محمود خاں کی خدمت میں حاضری | اسی زمانے میں محمود خاں شاہرخیہ آئے ہوئے تھے۔ سلطان احمد مرزا جن دنوں اندجان کی نواح میں آیا تھا۔ اسی زمانے میں خان نے بھی آخشی کو گھیر لیا تھا۔ تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

مصلحت | میں نے سوچا مجھ میں ان میں تھوڑا ہی سا فاصلہ ہے۔ وہ باپ اور بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ ان کی خدمت میں پہنچنا چاہیے۔ اس طرح پچھلی رنجشیں ختم ہو جائیں گی۔ دیکھنے والے دیکھیں گے اور سننے والے سنیں گے تو میرے لئے مفید ہو گا۔ یہ سوچ کر میں چل پڑا۔

(باقی آئندہ)

---

[۱] صلیبی کمان کا تیر[۲] جون ۱۴۹۵ء[۳] ترکوں میں یہ عاجزی اور اطاعت مندی کی علامت ہے۔

عروج وزوال کے الٰہی قوانین

از

(جناب مولوی محمد تقی صاحب امینی)

(۵)

یہ واقعہ ہے کہ ان حقائق کے باوجود اسلام اور جہاد پر وہی اعتراض کرے گا جس نے بقول "موسیو سیدیو" حق سے کان بند کر لیا ہو اور قلب کی بینائی سے محروم ہو گیا ہو۔

ایمان کے لئے مرکزیت اطاعت اور اتحاد ضروری ہے | دنیا کا یہ مسلمہ فیصلہ ہے کہ قومی اور جماعتی زندگی کی کامیابی کے لئے تنظیم ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ تنظیم کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔

۱۔ مرکزیت ۲۔ اطاعت ۳۔ اور اتحاد

یہ تینوں وصف عمدگی کے ساتھ اسی صورت میں پائے جا سکتے ہیں جب کہ افراد میں وحدت فکر پائی جائے دراصل تنظیم کی جان یہی وحدت فکر ہے اسی بناء پر علماء نفسیات کی اصطلاح میں جماعت کا اطلاق ہمیشہ ان مجامع پر ہوتا ہے جن میں ناموس وحدت فکری (مع اپنے دیگر فروع اور لوازم کے) تنہا موثر اور عمل کرنے والی ہو[1]

اور اسی بناء پر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی ذی شعور شخصیتیں اور نقاد طبیعتیں جماعت میں شامل ہونے کے بعد فکری لحاظ سے ایسا گم ہو جاتی ہیں کہ ان کا پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔

ایمان کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ افراد کی زندگی میں وحدت فکر پیدا کرتا ہے یعنی اس کے ذریعہ پہلے خیالات وعقائد اور احساسات وفوائد میں عمومیت اور اتحاد ہوتا ہے اور پھر بعد میں تمام ان عناصر کی نشوونما شروع ہوتی ہے جو تمدنی ارتقاء کا موجب بنتے ہیں۔

---

[1] روح الاجتماع